مقصدِ تخلیق

عبادَت

مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی، مفتی سوادِ اعظم، رئیس المحققین، امام المتکلمین، تاجدارِ اہلسنت

شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)
(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد-اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی٬ یادگارِ رازی٬ مفتی سوادِ اعظم٬ تاجدارِ اہلسنت٬ امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : مقصدِ تخلیق عبادت
خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
تلخیص وتحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

نوٹ: کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے (☆☆☆) ملیں
سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح واضافت ہے

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)
اشاعت اول : جون ۲۰۰۹ تعداد ۵۰۰۰
قیمت: 20 روپے

(۹۲۸) صفحات پر مشتمل محققانہ جائزہ۔ متلاشیان راہِ حق کے لئے ملکُ التحریر کا بیش قیمت تحفہ

فتنہ اہلحدیث : غیر مقلدیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے جس نے ائمہ اربعہ بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اور حضرات حنفیہ) کے خلاف بدزبانی٬ طعن وتشنیع اور تہمت طرازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ اہل حدیث کے نام سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں٬ اپنے سوا سب کو مشرک سمجھتے ہیں تقلید شخصی کو شرک کہتے ہیں٬ ان کے عقائد ومسائل سے واقفیت کے بعد غیر مقلدیت سے طبعًا وحشت ونفرت ہوتی ہے۔ ان کی صحبت جذامی اور ایڈس کے مریض سے زیادہ خطرناک ہے٬ ان کی صحبت ایمان کے لئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ مجتہدین٬ محدثین اُمّت اور اسلاف صالحین سے مروی معتبر ومستند ہزار ہا احادیث کو ضعیف٬ موضوع٬ من گھڑت اور باطل قرار دیتے ہیں لہذا یہی اولین درجہ کے 'منکرین حدیث' ہیں۔ یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے یہ لوگ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتے ہیں یہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقات مسلمہ کو بدعتی٬ مشرک اور کافر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بذاتِ خود بدعتی ہیں۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
فطرتِ انسانی	۵	نیّت کا اجر	۲۴
ادب اور تقلید انسان کی پیدائشی فطرت	۶	مروجہ اعمال اور عبادات	۲۷
فطرت اپنا رَنگ دِکھائے گی	۷	رحمتِ الٰہی بہانہ چاہتی ہے	۲۸
بچہ کے سوالات	۸	اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی تمام	۳۱
دِین کے معاملات میں حُجت اور سوالات	۱۰	انبیاء کی دعوت ہے	
ائمہ مجتہدین اور علماء	۱۰	عبادت کے معنٰی	۳۵
تیار راستے اور سڑکیں	۱۲	اسلام میں عبادت کا تصور	۳۶
شیطان نے الجھا کر غفلت میں ڈال رکھا ہے	۱۴	عبادت کے متعلق مودودی	۴۱
فلسفیوں نے کیا سمجھا ہے	۱۵	صاحب کا نظریہ	
دُنیا کی مثال	۱۶	عبادت و تعظیم میں فرق	۴۲
انسان کی تخلیق کیوں ؟	۱۷	عبادت اور استعانت	۴۳
عقل والوں پر پابندی	۱۹	غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے	۴۶
داخلِ اسلام ہونے پر شرعی احکام کا نفاذ	۲۰	وندے ماترم اور سرسوتی وندنا	۴۸
ہم عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں	۲۲	مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کے	
عبادت کا محدود مفہوم	۲۲	خلاف ہے	
عبادت کا وسیع مفہوم	۲۲		

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ   صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا   اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا   اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ   نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ
شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ   پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے   نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے   تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک   یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت و استعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح ۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل و تحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہوگے (بخاری شریف)

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

مقصدِ تخلیق عبادت

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ من كان نبياً وآدم بين المآء والطين
وعلیٰٓ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين . أما بعدُ فقد قال الله تعالیٰ

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ﴾ (الذٰریات/۵۶)
اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔

یہ سحر جو کبھی پردہ ہے جو کبھی ہے امروز　　نہیں معلوم کہ ہوئی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود　　ہوئی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے　　مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا　　نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی　　کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھ اُن کو یہ
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں
اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے　　جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

فطرتِ انسانی :

انسان فطرۃً متجسس واقع ہوا ہے انسان کی فطرت میں سوال ہی سوال ہوتا ہے۔ یہ دُنیا تو عجیب حجتی دُنیا ہے۔ آج کا جودَور ہے اِس دَور کو میں کیوں کا دَور کہتا ہوں۔ یہ کیوں؟ وہ کیوں؟ یہاں کیوں؟ وہاں کیوں؟ تم کیوں؟ ہم کیوں؟ ایسا کیوں؟

ویسا کیوں؟ بچپن کے دور سے ایسا کیوں کیوں کے عادی ہوئے کہ یہ کیوں کیوں کرنا چھوٹ ہی نہیں رہا ہے۔ بہرحال یہی فطرت اپنا رنگ دِکھائے گی۔

ادب اور تقلید انسان کی پیدائشی فطرت :

جہاں سے ہم انسان کو دیکھتے ہیں وہاں سے اُس کی فطرت اور مزاج کا جائزہ لینا شروع کریں۔ ایک بچہ ابھی پیدا ہوا' اُس کی زبان میں قوتِ گویائی نہیں ہے کہ وہ بولے۔ اُس کی قوتِ گویائی ابھی اس منزل پر نہیں پہنچی ہے کہ وہ کچھ سمجھے۔ اُس کے سامنے جتنی قوتیں حاضر ہیں سمجھا ہی نہیں۔ زبان قال کچھ نہیں مگر زبان حال یہ جانتی ہے کہ یہ کیا ہے یہ کیا ہے۔ ہم یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ لہٰذا ہم وقت کیوں ضائع کریں۔ جتنی سمجھانے کی جدوجہد ہے جب ہی ہوگا جب کہ اُس کا ادراک آگے بڑھے جب کہ اُس کا شعور بیدار ہو۔ آہستہ آہستہ ہم بتدریج اُس کے سوالوں کا جواب دیں گے۔ کچھ دن بعد ہم نے اُس بچے کو یہ سمجھانا شروع کیا۔ دیکھ یہ تیری ماں ہے۔ یہ باپ ہے۔ یہ بھائی ہے۔ یہ چچا ہے۔ یہ نانا ہے۔ یہ دادا ہے۔ ہم کہتے گئے' وہ مانتا چلا جا رہا ہے۔ میں جس کو ماں بتلائے وہ اس کو ماں کہدے۔ میں جسے باپ کہدیا وہ اُسے باپ کہہ رہا ہے۔ میں جس کو جو نام بتلاتا جا رہا ہوں وہ کہتا چلا جا رہا ہے۔ ہم جیسے جیسے سکھا رہے ہیں ویسے ہی بول رہا ہے۔ تو معلوم ہوا جب عقل وشعور کچھ بھی نہیں تھا۔ اُس وقت بھی اتنا شعور تھا کہ بڑوں کی بات مان لینی چاہیئے۔ کسی کی بات کسی کا سہارا مان ہی لینا چاہیئے' مانتا چلا جا رہا ہے۔ **اللهم صل علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

دوستو! اگر شروع ہی سے انسان کی ایسی فطرت ہوتی ہے کہ ہم ایک شخص کی بات نہ

مانیں گے، ہم کسی کی تقلید نہ کریں گے، ہم کسی پر بھروسہ نہیں کریں گے اور اگر شروع ہی میں یہ بات ہوتی کہ ہم جسے ماں کہے اور وہ کہے کہ میں ماں نہیں کہتا۔ کیا دلیل ہے کہ یہ ماں ہے؟ کیا ثبوت ہے کہ یہ ماں ہے؟ اور ضد کرتا اور الجھ جاتا، جس کو تم ماں کہے، ماننے تیار نہیں۔ جس کو تم بھائی کہے، اُسے بھائی تسلیم کرنے تیار نہیں تو بہت سی مشکل ابتداء ہی سے پیدا ہو جاتی۔ مگر انسان کی فطرت ہے کہ ہم جیسا اُس کو سمجھاتے چلے جا رہے ہیں وہ سمجھتا چلا جا رہا ہے۔ جو ہم کہتے ہیں وہ مانتا اور اعتراف کرتا چلا جا رہا ہے۔ انسان کی اگر فطرت دیکھنا ہے تو بچے سے لیکر بوڑھے کی زندگی کو دیکھو۔ انسان کی فطرت ہر ایک کی زندگی میں جلوہ گر ملے گی۔ بوڑھا ہو کہ بچہ۔ مرد ہو کہ عورت۔ مسلم ہو کہ غیر مسلم۔ اپنا ہو کہ پرایا۔ فطرت ہر جگہ اپنا رنگ دِکھاتی ہے۔ سب ہی کی تعلیم و تربیت کا یہی انداز ہے۔ بہرحال وہ آج کسی کی مانے یا نہ مانے مگر ابتداء میں وہ مان چکے ہیں۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

فطرت اپنا رَنگ دِکھائے گی :

فطرت بہرحال اپنا رنگ دِکھائے گی۔ بچہ بڑھنے لگا بولنے کے لائق ہوا، فہم اور شعور پیدا ہونے لگا۔ اب بچہ چار سال چار مہینے چار دن کا ہو گیا۔ ہمارے یہاں کے رسم و رواج کے مطابق تسمیہ خوانی کی تقریب منائی گئی۔ قرآنِ مجید کی آیات سے تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ ہم نے بغدادی قاعدہ (نورانی قاعدہ) سامنے رکھا ہر لفظ کو سمجھایا گیا۔ یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے۔ بچہ کے لئے ہر نقش نیا ہے، ہر تصویر الگ ہے۔ بس اب وہ فقط ہمارے پر اعتماد کئے ہوئے ہے۔ ہمارے پر بھروسہ کئے بغیر اُس کی منزل آگے نہیں بڑھ رہی ہے۔ وہ پوچھ رہا ہے یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا کہ یہ بچہ بڑے سوالات

کررہا ہے۔ ہم نے بتا دیا کہ یہ الف ہے، یہ 'ب' ہے۔ یہ 'ت' ہے۔ یہ 'ث' ہے۔ بچہ یہ کبھی نہیں کہتا، جس کو تم 'الف' کہتے ہو یہ 'الف' نہیں ہے۔ جس کو تم 'ب' کہتے ہو اُسے میں 'ب' ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ اگر یہ ضد انسان شروع ہی سے کرتا تو 'ی' تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

اس کے بعد ہم نے سوچا اگر بچے کو 'ی' تک بتا دیں گے تو بچہ کو کچھ بتانا نہ رہ جائے گا۔ کسی سوال کا جواب سمجھانا نہ پڑے گا، مگر وہاں معاملہ اور بڑھ گیا۔ ہم نے اُس کو 'ی' تک پڑھایا تھا مگر اب زِیر زَبر کی بات آئی اور بھی سمجھانا پڑا۔ بہرحال کہنے کا منشاء یہ ہے کہ ہم اس کو بتدریج ایک منزل کی طرف لے جا رہے ہیں اور وہ بچہ بھروسہ کررہا ہے۔ ایک ہی اُستاد ہے ایک ہی انسان کے اُوپر، فردِ واحد کے اُوپر اتنا اعتماد کئے ہوئے ہے کہ وہ سمجھتا چلا جا رہا ہے اور یہ مانتا جا رہا ہے۔

بچہ کے سوالات : بچہ بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ سیکھتا و سمجھتا گیا۔ اب بچے کے سوالات ہیں: یہ کیا ہے؟ یہ کیسے؟ یہ کیوں؟ بہرحال یہ الفاظ سوال کے ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اُس کو اور پڑھاؤ اور علم دو، جب اُس کے پاس بہت زیادہ علم ہو جائے گا تو اُس کے سوالات ختم ہو جائیں گے...... اُس کا کیوں ختم ہو جائے گا۔ ہر سوال کا جواب اُسے مل جائے گا، اُسے پڑھنے دو...... اُسے پروفیسر ہونے دو...... اُسے انجینئر ہونے دو...... اُسے ڈاکٹر ہونے دو۔ جب یہ سب کچھ ہو جائے گا ہر کیوں کا جواب مل جائے گا، مگر جب یہی بچہ مفکر بنا، ادیب بنا، پروفیسر بنا، ڈاکٹر بنا، انجینئر بنا...... اور علم کے ذریعہ سے اپنے کو آراستہ کرلیتا ہے تو اُس کے سوالات یہ ہو جاتے ہیں، پہلے تو وہ کتابوں کے بارے میں پوچھتا تھا اب وہ کائنات کے بارے میں پوچھ رہا ہے

کہ یہ زمین کیوں ہے؟ یہ چاند کیوں ہے؟ یہ سورج کیوں ہے؟ یہ ستارے کیوں ہے؟ یہ دریا کیوں ہے؟ یہ آبشار کیوں ہے؟ یہ پھول کی مہک کیوں ہے؟

ہم نے سمجھا تھا کہ پڑھ لکھ کر یہ جواب پا لے گا۔ اس کا کیوں بڑھتے ہی جا رہا ہے اس کے کیوں میں کچھ کمی آ نہیں رہی ہے۔ اس کے بعد ہم نے کہا اُس کو اور پڑھا دو فلسفی بنا دو، جالینوس بنا دو، ارسطو بنا دو، افلاطون بنا دو، سقراط بنا دو، بقراط بنا دو، شیخ بو علی سینا بنا دو، اس کو رُشک بنا دو۔ جب یہ فلسفی ہو جائے تو ہر کیوں کا جواب اُسے مل جائے گا۔ مگر ! بڑے غضب کی بات ہے، جب یہ بچہ افلاطون بنتا ہے سقراط و بقراط بنتا ہے بو علی سینا بنتا ہے جب بھی اُس کا کیوں ختم نہیں ہوتا۔ جب یہ پوچھ رہا تھا کہ زمین کیوں ہے؟ آسمان کیوں ہے؟ ستارے کیوں ہے؟ اب یہ پوچھ رہا ہے خدا کیوں ہے؟ رسول کیوں ہے؟ دین کیوں ہے؟ مذہب کیوں ہے؟ آسمانی کتابیں کیوں ہے؟ فرشتے کیوں ہے؟ یہ ثواب کیوں ہے؟ عذاب کیوں ہے؟ علم بڑھتا ہے تو کیوں بھی خطرناک ہوتا چلا آ رہا ہے۔ کیوں بھی بھیانک ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ علم جو ہے اُسے گمراہ کر رہا ہے۔ علم حجاب اکبر بن رہا ہے علم اس کو دلالت کے راستے پر لگا رہا ہے۔ ایسا الجھا ہوا ہے یہ انسان ہر ہر کیوں میں۔ لاکھوں کیوں ہیں جس کو یہ حل کرنا چاہتا ہے۔ کروڑوں کیوں ہیں جس کا یہ جواب چاہتا ہے۔ زمین و آسمان کی ضرورت کو سمجھنے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے کبھی یہ دریاؤں کی تہہ میں جاتا ہے۔ کائنات کی کیوں کو سمجھنے کے لئے کبھی یہ فضاؤں میں تیرتا ہے۔ کائنات کی کیوں کو سمجھنے کے لئے یہ چاند پر دستک دے رہا ہے۔ مریخ کو سمجھنے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ سورج کو سمجھنے کے لئے اس کی شعاعوں کی تصویر لے رہا ہے۔ ایٹمی توانائیوں کے تجربات کر رہا ہے۔ انسان کروڑوں کیوں میں پھنسا ہوا ہے۔

دِین کے معاملات میں حُجت اور سوالات :

اب تو ہمارے دین دار طبقے کے اندر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی مدرسے کی زیارت نہیں کی ہے۔ علماء کی صحبت نہیں ہے، مدرسے کی چٹائیوں پر بھی بیٹھے نہیں ہیں، دینی کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں ہے۔ دین کے مسائل میں بھی کیوں چلاتے ہیں ...... میلاد کیوں ہے؟ فاتحہ کیوں ہے؟ نیاز کیوں ہے؟ نذر کیوں ہے؟ عرس کیوں ہے؟ شب معراج کیوں ہے؟ شبِ براءت کیوں ہے؟ حلوہ کیوں ہے؟ کھچڑا کیوں ہے؟ یہ فقہ کیوں ہے؟ یہ تقلید کیوں ہے؟ یہ چار امام کیوں ہے؟ یہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے راستے کیوں؟ اس طرح چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے تو دارالافتاء میں فتوے لکھے جاتے تھے اب ہوٹلوں میں فتوے لکھے جارہے ہیں۔ اب تو چوراہوں پر فتوے لکھے جارہے ہیں۔ **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

ائمہ مجتہدین اور علماء : دیکھو ایک ہوتا ہے دوکاندار جو سامان فروخت کرتا ہے اور ایک کمپنی ہوتی ہے جو بناتی ہے۔ جہاں مال تیار ہوتا ہے وہ اور ہے بیچنے والے اور ہیں۔ ہم نے اگر ایک دوکاندار سے کہا کہ ہم کو عطر حنا چاہئے۔ اُس نے ایک شیشی لاکر دے دیا۔ اور کہے کہ ہم کو عطر مجموعہ چاہئے، وہ لاکر دے دیا اور ہم اگر دوکاندار سے یہ پوچھیں کہ کیا ثبوت ہے کہ یہ عطر حنا ہے اور یہ بتاؤ کہ یہ کیسے بنتا ہے اور اس میں کون کون سے اجزاء ڈالتے ہیں تو وہ یہی کہے گا کہ نادان ! بنانے والے اور ہیں، بیچنے والے اور ہیں۔ اگر تمہیں معلوم کرنا ہے تو فیکٹری کو جاؤ، وہاں پتہ چلے گا ہم تو صرف لیبل لگا ہوا دیکھتے ہیں کہ یہ لیبل ہے عطر حنا کا۔ یہ لیبل ہے عطر گلاب کا۔ یہ لیبل ہے عطر کیوڑہ کا۔ اگر اس لیبل پر بھروسہ ہو تو لیکر جاؤ ورنہ رکھ کر

چلا جاؤ۔ ہم تو لیبل لگا ہوا پیش کر رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ بنانے والے اور ہیں اور بیچنے والے اور ہیں۔ ہمیں اپنی پوزیشن معلوم کرنی چاہیئے۔ چلنے والے اور چلانے والوں کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ ہوائی جہاز میں سفر کرنے والا خود کو پوائلیٹ سمجھ لے اور ہوائی جہاز اُڑانے کی کوشش کرے تو بڑا غضب ہو جائے گا۔ ہم چلنے والے ہیں’ چلانے والے نہیں ہیں۔ قرآن وسُنّت سے مسائل استخراج کرنے والے اور ہیں اور مسائل کو سمجھانے والے اور ہیں۔ پس تو دیکھو یہ مسائل حنفی فیکٹری میں تیار ہوتے ہیں اور کچھ مسائل شافعی فیکٹری میں تیار ہوتے ہیں اور ایسا ہی مالکی فیکٹری ہے اور حنبلی فیکٹری بھی۔ جہاں سے مسائل استخراج ہوئے ہیں۔ امام اعظم تیار کر رہے ہیں’ امام شافعی تیار کر رہے ہیں’ امام احمد بن حنبل تیار کر رہے ہیں’ امام مالک تیار کر رہے ہیں۔ اور یہ جو تیار کر رہے ہیں تو یہ قرآن وسُنّت ہی کا نچوڑ وعطر لے رہے ہیں اور ارشادِ صحابہ کا نچوڑ وعطر لے رہے ہیں جو قرآن وسُنّت پر اُن کو عبور تھا وہ تو ہرگز اِن کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ وہ قرآن کو بھی خوب سمجھتے تھے اور سُنّت کو بھی خوب سمجھتے تھے اور انھوں نے اسکا نچوڑ نکال کر اپنی فقہ بنائی اور ہمارا کام کیا رہ گیا۔ وہ یہ کہ آپ پوچھو کہ فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے یہ کیا مسئلہ ہے تو ہم حنفی لیبل لگا ہوا لا کر پیش کر دیں گے اور ایسا ہی شافعی لیبل لگا ہوا اور مالکی لیبل لگا ہوا’ اور حنبلی لیبل لگا ہوا ہے۔ لیبل کا پیش کرنا علماء کا کام ہے اور مال کا تیار کرنا مجتہدین کا کام ہے۔ دلائل کا دیکھنا مجتہدین کا کام ہے اور جو کام مجتہدین کا ہے یہ مجھ سے چاہتا ہے۔ ہم تو لیبل لگا ہوا ہی پیش کر دیں گے’ ماننا ہو تو مانو۔ اگر جھگڑے کرنا ہو تو وہاں جا کر جھگڑا کرو۔ کہاں سے آپ نے نکال دیا تو امام اعظم کہیں گے ارے نادان قرآن وسُنّت اگر میں نہ سمجھا تو کیا تو سمجھ گیا

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

تیار راستے اور سڑکیں : راستہ چلنے سے پہلے اپنی پوزیشن معلوم کرلینی چاہئے کہ آپ راستہ چلنے والے ہیں یا راستہ پر چلانے والے ہیں۔ راستہ چلنے والے کو چاہئے کہ وہ الجھا نہ کرے، اختلاف کے بغیر نہایت ہی اطمینان و خاموشی سے سفر کرتا رہے۔ بنے ہوئے راستے تیار ہیں۔ چلنے والے ان راستوں پر چل چکے ہیں اور چل کر کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب ان راستوں کو آزمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب انصاف سے بتاؤ تو جو بنے ہوئے راستے ہیں اُس سے جاؤ گے یا آج ہی سے نیا راستہ بناؤ گے؟ آخر کیا کرو گے؟ آپ کہیں گے کہ بنے ہوئے راستے پر سینکڑوں گاڑیاں چلی ہوئی ہیں، ہزاروں لوگ اُس پر سے جا رہے ہیں۔ اُس پر ہم لوگ جائیں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر آج ہی سے ہم نے اپنا اپنا راستہ بنانا شروع کیا تو پہنچتے پہنچتے قیامت آجائے گی اور ہم پہنچ بھی نہ پائیں گے، ہمارا کیا حشر ہوگا وہ بھی معلوم نہیں ہوگا۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

شاہراہیں (Highways) تیار ہو چکے ہیں۔ یہ حنفی ہائی وے ہے۔ یہ شافعی (Highways) ہے۔ یہ مالکی (Highways) ہے۔ یہ حنبلی (Highways) ہے اور اس پر چلنے والے چلے تو شاہ عالم ہو گئے۔ چلے تو قطب عالم ہو گئے۔ چلے تو غوث زمانہ ہو گئے۔ چلے تو خواجہ خواجگان ہو گئے۔ چلے تو مخدوم سمنانی ہو گئے۔ چلے تو امام احمد رضا ہو گئے۔ چلے تو محدث اعظم ہو گئے۔ چلنے والے کیا کیا ہو گئے۔

چلنے والوں کے کامیاب نقوش بتا رہے ہیں کہ یہ چل کر کامیاب ہوئے ہیں ہماری بھی کامیابی اسی راستے سے چلنے پر ہی ہوگی لہذا نیا راستہ مت بناؤ۔ نیا راستہ بناؤ گے تو منزل تک نہیں پہنچ سکو گے۔ شریعت کے بھی چار راستے بن چکے ہیں اور

طریقت کے بھی چار مرکزی راستے بن چکے ہیں شاخ در شاخ تو راستے بہت ہوتے ہیں مگر چار Highway طریقت کے بھی ہیں۔ یہ قادری Highway ہے یہ چشتی Highway ہے۔ یہ نقشبندی Highway ہے۔ یہ سہروردی Highway ہے۔ جو اس راستہ پر چلا تو کامیاب ہے۔ طریقت کے بھی راستے کھلے ہوئے ہیں اور شریعت کے بھی راستے کھلے ہوئے ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ طریقت کے راستے کچھ شریعت سے جُدا راستے نہیں ہیں لیکن جو طریقت کے راستے پر چلتا ہے اُسے شریعت کا فیض ملتا ہے۔ طریقت کا نام سُن کر شیطان بہت گھبراتا ہے۔ غوث جیلانی کا نام سُنتا ہے تو گھبراتا ہے۔ خواجہ اجمیری کا نام سُنتا ہے تو گھبراتا ہے۔ آزمانے والے سات سو سال سے آزما رہے ہیں سیدنا مخدوم اشرف سمنانی کا نام کسی آسیب زدہ کے کان میں کہہ دیں جنات وشیاطین بہت گھبرائیں گے۔ یہ طریقت کا راستہ ہے جو جب اسے چھوڑ دیا اُسے شریعت کا راستہ بھی نہیں مل رہا ہے۔

سارے راستے بن چکے ہیں مگر عجیب مزاج ہو چکا ہے ایسا کیوں؟ ایسا کیوں؟ **کیوں** ہی سمجھنا تھا تو کسی عالم سے پوچھتے، کسی مدرس سے پوچھتے، کسی فقیہ سے پوچھتے، کسی شیخ سے پوچھتے، کسی محدث سے پوچھتے، کسی مفتی سے پوچھتے۔

تم **کیوں** بھی چلاتے ہو تو کس کے ساتھ؟ **کیوں** بھی سمجھ رہا ہے تو جاہلوں سے سمجھ رہا ہے جن کے پاس **کیوں** کا کوئی جواب نہیں۔ اُن کے پاس نہیں جاتا جہاں **کیوں** کا جواب ملتا ہے۔ اس لئے کیوں کیوں کرنے کا عادی ہو گیا ہے۔ اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

شیطان نے انسان کو الجھا کر غفلت میں ڈال رکھا ہے :

انسان ہزار کیوں میں اُلجھا ہوا ہے۔ یہ کیوں ہے؟ وہ کیوں ہے؟ ایسا کیوں ہے؟ زمین کیوں ہے؟ آسمان کیوں ہے؟ چاند کیوں ہے؟ سورج کیوں ہے؟ آبشار کے نغمے کیوں ہیں؟ دریا کی روانی کیوں ہے؟ پھولوں کی مہک کیوں ہے؟ تاروں کی چمک کیوں ہے؟ انسان کروڑوں کیوں میں اُلجھا ہوا ہے‘ انسان کروڑوں کیوں کا جواب چاہتا ہے مگر انہی کروڑوں کیوں میں ایک کیوں ہے اُدھر دھیان نہیں دیتا ...... یہ تو جاننا چاہتا ہے دریا کیوں ہے؟ آسمان کیوں ہے؟ زمین کیوں ہے؟ چاند کیوں ہے؟ سورج کیوں ہے؟ آبشار کیوں ہے؟ خود یہ غور نہیں کرتا کہ وہ کیوں ہے؟ اے انسان ! کیا تو کیوں کیوں کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے؟ کیا تیرا کام یہی ہے کہ تو کیوں کیوں کرتا رہے؟ ساری دُنیا کے کیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے ‘اپنا کیوں نہیں سوچتا؟ اپنے کیوں کو سوچ‘ دوسرے کے کیوں میں پڑنے کا وقت ہی نہیں ملے گا۔ پہلے تو اپنا کیوں سوچ لے کہ تو کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

شیطان‘ انسان کو دُنیا بھر کے ہزاروں بلکہ لاکھوں کیوں میں الجھا رکھا ہے اور انسان کو اپنی ذات سے متعلق ایک کیوں سے ہٹا دیا ہے۔ شیطان جانتا ہے ہزاروں کیوں میں الجھنے والا فلاسفر بنے گا‘ انجینئر بنے گا‘ ڈاکٹر بنے گا‘ بقراط بنے گا‘ شیخ بوعلی سینا بنے گا ......مگر مومن نہیں بنے گا لہذا اُسے ہزاروں کروڑوں کیوں میں الجھا دو۔ اگر اُس نے اپنا کیوں سمجھ لیا اور اُس کے تقاضے پر عمل کرنے لگے تو وہ مومن ہو جائے گا اسی لئے اُسے مومن نہ رہنے دو‘ ہزاروں کروڑوں کیوں میں ایسا الجھا دو کہ اُس کی زندگی بھی ختم ہو جائے اور اُسے اپنے کیوں کا جواب نہ ملے۔

جنہوں نے کائنات کا کیوں، زمین و آسمان کا کیوں سمجھا ہے وہ فلسفی ہو گئے، انجینئر ہو گئے، بقراط ہو گئے ...... اور جنہوں نے اپنا کیوں سمجھ لیا بایزید بسطامی ہو گئے، وہ جنید بغدادی ہو گئے، وہ غوث جیلانی ہو گئے، وہ محبوب الٰہی ہو گئے، وہ مخدوم سمنانی ہو گئے۔ اپنا کیوں سمجھنے والے وہ ہو گئے کہ بقراط بھی آ کر ناک رگڑ رہے ہیں بڑے بڑے سقراط بھی آ کر سرنگوں ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے فلاسفر بھی آ کر سر جھکا رہے ہیں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

فلسفیوں نے کیا سمجھا ہے : جو کہتے ہیں کہ ہم نے دُنیا کا کیوں سمجھ لیا ہے دراصل انہوں نے کچھ بھی نہیں سمجھا ہے۔ اُن فلسفیوں سے پوچھو کہ کیا زمین نے یہ کہا ہے ہم کیوں ہیں؟ کیا آسمان نے یہ کہا کہ ہم کیوں ہیں؟ کیا چاند و سورج نے کہا ہے ہم کیوں ہیں؟ اپنی اٹکل لگاتے ہو، اپنا گمان لگاتے ہو کہ چاند اس لئے ہے، سورج اس لئے ہے، آسمان اس لئے ہے، زمین اس لئے ہے۔ تم بتاؤ کہ کیا کبھی دریا نے بولا کہ ہم کیوں ہے؟ کیا کبھی درخت بولے کہ ہم کیوں ہے؟ کیا کبھی پتھر نے بولا کہ ہم کیوں ہے؟ کیا کبھی چاند نے بولا کہ ہم کیوں ہے؟ کیا کبھی سورج نے بولا کہ ہم کیوں ہیں؟ تم اپنے اس گمان سے جو کہتے ہو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اپنا کیوں جو سمجھ لے اور اپنے کیوں کے تقاضہ پر جو عمل کرے ساری دنیا بول پڑتی ہے کہ ہم کیوں ہیں۔ دریا رُخ بدل کے بولتا ہے ہم تیرے لئے ہیں۔ جانور سجدہ کر کے بتاتا ہے کہ ہم تیرے لئے ہیں۔ کنکری کلمہ پڑھ کے بتاتی ہے کہ ہم تیرے لئے ہیں۔ درخت جگہ بدل کر بتاتے ہیں کہ ہم تیرے لئے ہیں۔ سورج پلٹ کر بتاتا ہے کہ ہم تیرے لئے ہیں۔ چاند ٹکڑے ہو کر بتاتا ہے ہم تیرے لئے ہیں جانور اطاعت کر کے بتاتا ہے ہم تیرے لئے ہیں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

پہلے تم یہ ثابت کر کے بتاؤ کہ تم خدا کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ **انما الدنیا خلقت لکم فانکم خلقت لکم آخرہ**۔ دُنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

دُنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے، تم دُنیا کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو۔ جو دُنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہو تم اُسی کے پیچھے بھاگتے ہو عجیب بات ہے۔

دُنیا کی مثال : دُنیا کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اپنا سایہ زمین پر۔ ذرا سایہ کو پکڑو، دوڑ کر پکڑو...... آپ ہی کا تو ہے قریب اتنا ہے کہ ابھی ملا۔ ایسا بھی نہیں کہ چھوڑ کر چلا جائے کہ ہم مایوس ہو جائیں۔ دوڑتے رہو، دوڑتے رہو، دم نکل آئے گا مگر سایہ نہیں ملے گا۔ آپ سایہ سے منہ موڑے بھاگو، سایہ بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ جتنے تیز تم بھاگو گے اُتنی ہی تیز تمہارے پیچھے ہوگا۔ یہی تو دُنیا کا حال کہ جو دُنیا کے پیچھے چلا، دوڑا دوڑا ہلاک ہو گیا مگر دُنیا اُسے نہ ملی۔ ہلاکو دوڑا ہلاک ہو گیا۔ چنگیز دوڑا ہلاک ہو گیا۔ اکبر دوڑا ہلاک ہو گیا۔ سب دُنیا کے پیچھے دوڑے مگر دُنیا کسی کو نہ مل سکی، نہ لال قلعہ والے کو مل سکی نہ شیش محل والے کو مل سکی۔ سب تباہ ہو گئے مگر جو دُنیا کا رُخ منہ موڑ کر بھاگے تھے دُنیا آج تک اُنہیں نہیں چھوڑ رہی ہے۔ نہ خواجہ کو چھوڑ رہی ہے۔ نہ قطب عالم کو چھوڑ رہی ہے۔ مخدوم سمنانی نے ترکِ سلطنت کر کے سمنان کو چھوڑا تو دُنیا وہیں سے پیچھے لگ گئی۔ وہیں سے ایسا لگی کہ آج تک نہیں چھوڑ رہی ہے۔ دُنیا کے پیچھے چلو گے تو ہاتھ نہیں آئے گی اور منہ موڑ کے بھاگو گے تو پیچھا نہیں چھوڑے گی اتنا پیچھے پڑ گئی کہ پوری تحریک چل رہی ہے خواجہ کے یہاں نہ جاؤ...... غوث کے یہاں مت جاؤ مگر دُنیا ایسے پیچھے پڑی ہے کہ کسی کی بات نہیں مانتی۔ سایہ پیچھے دوڑتے ہی چلا جا رہا ہے بات کچھ سمجھ میں آ گئی کہ **انما الدنیا خلقت لکم فانکم خلقت لکم آخرہ**۔

انسان کی تخلیق کیوں ؟ ذرا سا عالمِ تصور میں غور کرو اُس منزل کو اگر تم سے سوال کیا جائے گا رب تبارک وتعالیٰ تم سے یہ پوچھے کہ ہر چیز کے بارے میں تم سوال کرو‘ زمین کیوں؟ جواب ملا تمہارے لئے۔ آسمان کیوں؟ جواب ملا تمہارے لئے۔ چاند وسورج کیوں؟ تمہارے لئے۔ دریا کیوں؟ تمہارے لئے۔ آبشار کے نغمے کیوں؟ تمہارے لئے۔ دُنیا کی یہ سب چیزیں تمہارے لئے اور تم کیوں؟ اسلام اس کیوں کو سمجھانے کے لئے آیا ہے۔ خدا کی رحمت ہے کہ ہمارا ذہن جدھر نہیں جاتا اپنی کریمی سے ہمارے ذہن کو اُدھر موڑ رہا ہے۔ انسان اپنے کو کتنا دھوکہ دے رہا ہے اپنا کیوں نہیں سمجھ رہا ہے سارے زمانے کا کیوں سمجھ رہا ہے۔ یہ کیوں ہے وہ کیوں ہے۔ ایسا کیوں ہے ویسا کیوں ہے۔ اسی میں پریشان ہے مگر رب تبارک وتعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ تمہارا کیوں سمجھانا چاہتا ہے کہ تمہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ تمہیں یہ چکر ہے کہ زمین کیوں ہے؟ آسمان کیوں ہے؟ یہ سوال کرنے سے تمہارا کیا فائدہ ہے۔ اس چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تجھے سوچنے کی بات ہے تو یہ سوچ کہ تو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ تیرا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟ تم نہیں سمجھنا چاہتے تو سنو ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذریات/ ۵۶) اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔

اے مومنوں عبادت کرو کہ پرہیزگار بن جاؤ‘ اے پرہیزگارو عبادت کرو کہ خلاص اختیار کرو‘ اے مخلصو عبادت کرو کہ قرب الٰہی میں ترقی کرو‘ اے غریبو عبادت کرو کہ نماز وروزہ کی پابندی کرو‘ اے امیرو عبادت کرو کہ حج وزکواۃ دو‘ اے بندو عبودیت کرو کہ میری رضا پر صابر وشاکر رہو‘ کبھی میری شکایت نہ کرو۔ حضور ﷺ کی جسمانی اداؤں کا نام ہے عبادت ۔۔ قلبی اداؤں کا نام ہے عبودیت ۔

ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوسرے کام کے لئے پیدا ہی نہیں کیا تو جو جس کام کے لئے ہوتا ہے تو اُس سے وہی کام لیا جائے گا۔ دوسرا کام کرو گے تو غلط ہوگا۔ اب اگر تم نے عبادت کے سوا کوئی کام کیا تو تم مقصدِ تخلیق سے ہٹ گئے۔ جس کام کے لئے جو چیز ہوتی ہے اس کو وہیں استعمال کرنا بہتر ہوتا ہے اور اس مقصد سے الگ ہٹ کر کرنا نادانی کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کو بتلاؤں آپ ایک نیا اُگالدان لے آؤ جو کبھی استعمال میں نہ آیا ہو۔ اس میں پانی ڈال کر پیش کرو کہ لیجئے جناب نوش فرمایئے۔ ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو اُگالدان سے پانی پینے تیار ہو جائے۔ مفتی صاحب سے فتویٰ بھی مل جائے گا کہ پانی پینا جائز ہے۔ اُگالدان استعمال ہی نہیں ہوا ہے۔ ناپاک تو نہیں ہے مگر کوئی انسان اس اُگالدان سے پانی نہیں پئے گا۔ گلاس بنایا گیا پانی پینے کے لئے اور اُگالدان بنایا گیا تھوکنے کے لئے۔ جو چیز جس کام اور جس مقصد کے لئے بنائی جائے اُس سے وہی کام لیا جائے گا۔ جو چیز جہاں کے لئے ہے وہیں ہونا چاہئے۔ ٹوپی سَر کے لئے ہے سَر میں رہنا چاہئے پاؤں میں نہیں جانا چاہئے اور جوتا پیر کے لئے ہے سر پر نہیں چڑھانا چاہئے۔ کیا کوئی گلاس میں تھوکے گا؟ ہرگز نہیں۔ تم نے یہ طریقہ نکالا ہے گلاس تھوکنے کے لئے نہیں ہے پانی پینے کے لئے ہے اور اُگالدان صرف تھوکنے کے لئے ہے۔ اب بتاؤ کہ گلاس پینے کے لئے کس نے بنایا ہے؟ کہا انسان نے۔ اور اُگالدان تھوکنے کے لئے کس نے بنایا ہے؟ کہا انسان نے۔ انسانی بناوٹ کا اتنا خیال کہ اگر پینے کے لئے بنایا تو تھوکیں گے نہیں۔ اگر اُگالدان تھوکنے کے لئے بنا ہے تو اس میں پانی پیئیں گے نہیں۔ ارے خدا کی تخلیق کا اتنا بھی خیال نہیں کہ تم کس لئے ہو۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

عقل والوں پر پابندی : رب تبارک وتعالیٰ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ تمہیں صرف عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور تمہیں آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے۔ تمہیں پابند کیا گیا ہے کہ تم صرف میری ہی عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تمہیں دوسرے کام کے لئے پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کہیں گے کہ ہم تو عقل والے ہیں۔ ہم کو کیوں پابند کیا گیا؟ بے وقوفوں کو پابند کرنا چاہئے تھا۔ مَیں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ تم عقل والے ہو اس لئے عقل والوں ہی کو پابند کیا جا رہا ہے۔ اگر تم بے وقوف ہوتے تو تم کو پابند نہ کرتا۔ اگر پاگل ہوتے تو نہ کرتا۔ اگر تم گم کردہ ہوش ہوتے تو نہ کرتا۔ عقل والوں ہی کو پابند کیا جاتا ہے۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ جگہ جگہ کہیں کہیں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ 'یہاں پیشاب کرنا منع ہے'۔ اگر وہاں گدھا پیشاب کر دیا تو اس پر کیا جرم لگائیں گے اور اُس پر کس کورٹ میں مقدمہ چلائیں گے۔ اس کے بعد جب گدھا چلا گیا اور دو ٹانگ کا انسان پہنچا۔ یہ بھی بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا اور جب وہ پیشاب کر کے واپس آیا تو کہا جائے کہ یہاں پیشاب کرنا منع ہے تم نے کیوں کیا؟ تو انسان اگر کہے کہ کیوں صاحب وہ گدھا تو پیشاب کر کے گیا اور مقدار میں میرے سے کہیں زیادہ کیا ہے اس وقت آپ نے کچھ نہ کہا، خواہ مخواہ مجھ پر کیوں بگڑنے لگے تو آپ یہ کہیں گے کہ اگر آپ بھی گدھے ہوتے تو ہم آپ پر بھی نہیں بگڑتے تھے۔ آپ انسان ہیں، پابندی انسان پر لگائی جاتی ہے۔ **اللهم صل علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلي عليه**

معلوم ہوا کہ جتنا اپنے والا ہوتا ہے اتنی ہی اس پر ذمہ داری ہوتی ہے۔ عقل بڑی چیز ہے اُس کی ذمہ داریاں بھی بڑی ہوتی ہیں۔

جب تک انسان کافر تھا تو اُس سے ایک بات کہی جاتی تھی اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

کلمہ شہادت پڑھ کر جب وہ مومن ہوگیا تو عقل بڑھ گئی اُس کو ایمان والی عقل آ گئی اور مطالبات بڑھتے گئے۔ نماز پڑھو، روزہ بھی رکھو، حج بھی کرو، زکوۃ بھی دو۔ فرائض وواجبات بھی ادا کرو۔ معلوم ہوا کہ عقل بڑھ گئی تو ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ جیسے جیسے درجات بلند ہوتے جائیں گے ذمہ داریاں بھی بڑھتی جائینگی۔ انسانوں کی عقل جانوروں سے بڑھ گئی انسانوں کی پابندیاں بڑھ گئیں، مومن کی عقل اُس سے بڑھ گئی تو مومن کی پابندیاں بڑھ گئیں۔ ولی کی عقل اُس سے بڑھ گئی تو ولی کی پابندیاں بڑھ گئیں۔ ایسے ہی شہید کی عقل اُن سے بڑھ گئی، شہید کی پابندیاں بڑھ گئیں صدیق کی عقل اُس سے بڑھ گئی تو صدیق کی پابندیاں بڑھ گئیں اور صدیق کی عقل سے نبی کی عقل بڑھ گئی نبی کی پابندیاں بڑھ گئیں اور آخری نبی کی عقل ساری کائنات کے لوگوں سے بڑھ گئی تو اُن کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں اُن کی بھی ذمہ داریاں بڑھتے چلی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری کا یہ حال ہے کہ ساری کائنات اُن ہی پر نظر لگا رہی ہے۔ غوث بھی ہمیں چھپا کر انھیں کے دامن میں ڈال رہے ہیں۔ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے اتنی بڑی ذمہ داری لے لی کہ **شفاعتی لاهل الکبار اُمّتی** اپنے کالی کملی کو اتنا وسیع کر دیا کہ ہر گناہ گار اُس میں پناہ لے رہا ہے۔

دائرہ اسلام میں آنے کے بعد شرعی احکام کا نفاذ :

جب تک قوم اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھی اُس وقت تک صرف ایمان فرض تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **قولوا لا اله الا الله تفلحوا ۔ لا اله الا الله** کہو فلاح پاؤ گے **لا اله الا الله** کہو کامیاب ہو جاؤ گے **لا اله الا الله** کہو تمہیں دُنیا و آخرت کی بھلائی مل جائے گی **لا اله الا الله** کہو فائز المرام ہو جاؤ گے۔ بہت آسان نسخہ تھا لیکن جیسے ہی **اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله** کا اقرار کر کے

قوم دائرہ اسلام میں داخل ہوئی تمام فرائض اسلام جاری ہو گئے۔ اُن سے کہا گیا ﴿**اقیموا الصلوة واتو الزکوة**﴾ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ ﴿**تصوموا**﴾ روزے رکھا کریں۔ جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کچھ بھی نہیں کہا گیا تھا۔ جب اسلام میں داخل ہوئے فرائض، واجبات اور دیگر اسلامی قوانین نافذ ہو گئے۔ شرعی پابندیاں عائد ہو گئیں کہ حرام مت کھاؤ، حرام لباس مت پہنو، شریعت کے خلاف بات مت سنو، جائز کام کرو اور حرام کاموں سے بچو۔ اسلام کہتا ہے کہ جب تم نے دِین و دُنیا کی بھلائی کے لئے اسلام کو قبول کیا ہے تو ایسا ہرگز نہ ہو کہ کسی قسم کی بھی کوئی محرومی حاصل ہو۔ سر سے پیر تک مسلمان ہو جاؤ کہ کوئی بھی، کہیں بھی، کسی حال میں بھی، تمہیں دیکھے تو دیکھتے ہی سمجھ جائے کہ یہ مسلمان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے سوچنا پڑے کہ سلام کریں کہ نہ کریں۔ سر سے پیر تک مسلمان نظر آئے۔ تمہارا پیر بھی مسلمان نظر آئے۔ تمہارا قدم مسلمان نظر آئے۔ تمہاری زبان مسلمان نظر آئے۔ تمہارا دِل و دماغ مسلمان نظر آئے۔ جب تم نے کلمہ پڑھ کر زبان کو مسلمان کر لیا ہے تو آنکھ کو بھی مسلمان کر لے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ نظر مسلمان ہو اور حرام چیزوں پر پڑے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کان مسلمان ہو اور حرام نغمات کو سُنے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ زبان مسلمان ہو اور حرام لقمہ کھائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھ مسلمان ہو اور رشوت و سود لے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ پیر مسلمان ہو اور شراب خانہ و جوا خانہ کی طرف جائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ دل مسلمان ہو اور رسول ﷺ سے بغاوت کرے۔ **اللهم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه.**

جب مسلمان ہو چکے ہو تو آنکھ و کان کو بھی مسلمان بناؤ، ہاتھ و پیر کو بھی مسلمان بناؤ۔ مسلمان بننا ہو تو مکمل طور پر سر سے پیر تک مسلمان بن جاؤ۔

ہم عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں : ہم صرف عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اب آپ سوچیں گے بڑی مشکل میں پڑ گئے ہم صرف عبادت کے لئے ہیں تو اب صبح سے شام تک نفل پر نفل پڑھو......تسبیح پر تسبیح چلاؤ......اب تو کوئی کام ہی نہیں صرف مسجد میں بیٹھ جائیں اور اللہ اللہ کرتے رہیں تو ہماری تجارت کون دیکھے گا‘ دوکان پر کون بیٹھے گا‘ ہمارے یہ بچوں کی نگہداشت کون کرے گا۔ یہ ہمارے کاروبارِ حیات کی نگرانی کون کرے گا۔ کچھ لوگ عبادت کا ایسا ہی تصور پیش کرتے ہیں کہ سب کو چھوڑو اور چلو چالیس دن کی تبلیغ کے لئے۔ یہ عبادت کا وہ تصور ہے جو شیطان نے اُس کو سکھایا اسی چکر میں نہ دین ملے نہ دُنیا ملے۔

عبادت کا محدود مفہوم : عبادت کا ایک محدود مفہوم ہمارے ذہن میں ہے۔ آپ سوچتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز یہ عبادت ہے۔ سال میں تیس دن روزہ رکھ لینا یہ عبادت‘ وقتِ مقررہ پر زکوٰۃ نکال دینا عبادت‘ صاحبِ استطاعت ہونے پر زندگی میں ایک بار حج کرنا عبادت۔ یہ تصور آپ کے ذہن میں ہے صحیح ہے۔ یہ عظیم عبادتیں ہیں‘ ان چیزوں کے عبادت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے مگر صرف یہی عبادت نہیں ہیں۔

عبادت کا وسیع مفہوم : مومن کی زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہے۔ مومن کا اُٹھنا عبادت‘ مومن کا بیٹھنا عبادت‘ مومن کا کھانا پینا عبادت‘ مومن کے لئے بچوں کی پرورش کرنا عبادت‘ مومن کا سونا جاگنا عبادت‘ ماں باپ کی خدمت کرنا عبادت‘ پڑوسیوں کا صحیح طور سے حق ادا کرنا عبادت‘ مومن کے لئے تجارت کرنا عبادت ہے۔ مومن کا ہنسنا بھی عبادت‘ مومن کا رونا بھی عبادت۔ مومن کی حرکت عبادت‘ مومن کا

سکون عبادت۔ شرط یہ ہے کہ مومن کا کوئی عمل اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف نہ ہو یعنی تمہاری زندگی کا کوئی لمحہ اللہ ورسول کے بنائے ہوئے قانون کو مجروح نہ کر رہا ہو۔ ہر وقت خدا کی رضا اور اس کے رسول کا قانون مدنظر رکھو اور اس کے بعد تمہاری زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہوگا۔ کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لو کہ اس میں اللہ ورسول کی رضا ہے کہ نہیں۔ اتنا سوچ کر قدم بڑھاؤ تو قدم کا بڑھانا عبادت ہے۔ اللہ ورسول کے قانون میں ہنسو گے تو ہنسنا عبادت۔ روؤ گے تو رونا عبادت۔ سوؤ گے تو سونا عبادت۔ جاگو گے تو جاگنا عبادت۔ پوچھنا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھو شبِ ہجرت صدیق اکبر جاگے تو یہ جاگنا عبادت۔ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سو گئے یہ سونا عبادت۔ **اللهم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه۔**

اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اے ایمان والو ! تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تم ایسی بولی بولو کہ تمہاری بولی عبادت بن جائے۔ اے تجارت کرنے والو ! ایسی تجارت کرو کہ تمہاری تجارت عبادت بن جائے۔ اے زراعت کرنے والو ! ایسی زراعت کرو کہ تمہاری زراعت عبادت بن جائے۔ اے چلنے والو ! اس رفتار سے چلو کہ تمہاری رفتار عبادت بن جائے۔ تم مومن ہو تمہیں رات و دن کی ڈیوٹی پر رہنا ہے تمہیں ایک وقت کی بھی فرصت نہیں ہے۔ تم مسجد کے بھی مومن ہو گھر کے بھی مومن ہو اسکول کے بھی مومن ہو۔ جلوت کے بھی مومن ہو، خلوت کے بھی مومن ہو۔ تم مدرسہ میں بھی مومن ہو، تم میدان میں بھی مومن ہو، جہاں بھی ہو ایمان والے ہو۔ ایک لمحہ کے لئے بھی تمہیں فرصت نہیں ہے، 24 گھنٹے کی ڈیوٹی کے لئے تم ہو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

دینے والا ہمارے ہر عمل کو عبادت بنا رہا ہے۔ میں اُس کے دینے کی بات کروں آپ نماز عشاء پڑھ لیں اور فجر کا اہتمام آپ کریں کہ مجھے فجر پڑھنا ہے فجر کا اہتمام کیا اور سو گئے فجر کا وقت ہو گیا فجر پڑھ لئے اور ظہر کا اہتمام کریں مگر ظہر کی نماز نہ چھوڑے ظہر تک ہر جائز کمائی کرتے رہیں ظہر آئی پھر ظہر پڑھ لیا پھر عصر کا انتظام کیا اُس سے غافل نہ رہیں عصر پڑھ لیں اُس کے بعد مغرب کی نماز کا آپ ذہن بنائیں اب مغرب کا وقت آیا پڑھ لیجئے اُس کے بعد عشاء کا وقت آیا اُسے پڑھ لیں اس طرح سے جو ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے خیال میں رہتا ہے تو وہ پڑھتا ہے پانچ مگر لکھا جاتا ہے وہ چوبیس گھنٹے نماز میں ہے۔ بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے مگر لکھا جا رہا ہے نماز میں ہے۔ اپنی دُکان پر بیٹھا ہے مگر وہاں لکھا جا رہا ہے وہ نماز میں ہے۔

انتظار صلوٰۃ والی عبادت ایسی ہے جو طلوع کے وقت بھی ہے، غروب کے وقت بھی ہے، زوال کے وقت بھی ہے انتظار صلوٰۃ کا بھی ثواب ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

نیّت کا اجر : نیّت کا اتنا اجر ہوتا ہے کہ تم رات کو یہ سوچ کر کے سو جاؤ کہ ہمیں تہجد پڑھنی ہے۔ یہ نیّت کر کے سو جاؤ اتفاق سے آنکھ نہیں کھلی، فجر کا وقت ہو جائے آپ نے فجر پڑھ لی تو ایسے آدمی کے لئے بھی تہجد کا ثواب دیا جاتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

دیکھو چیز ایک لو اور نیّت بہت ساری لگا لو تو اتنا ثواب ملے۔ آپ نے کسی کو ایک روپیہ دیا یہ سوچ کر کے دیا کہ یہ میرا عزیز ہے۔ یہ میرا پڑوسی ہے اس لئے دے رہا ہوں بہت غریب ہے اس لئے دے رہا ہوں جتنے نیّت آپ بڑھائیں گے اتنے ہی نیکیاں

آپ کو ملیں گی اس لئے تو کہا جاتا ہے **نیّت المومن خیرمن العمل و نیّت الکافر شرّ من العمل** یعنی مومن کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیّت اُس کے عمل سے بدتر ہے۔

انصاف کا تقاضہ کیا ہے؟ ایک آدمی جتنی غلطی کرے اتنی ہی سزا ملنی چاہئے اور جتنا آپ اچھا کام کریں اُتنا ہی اجر ملنا چاہئے۔ آپ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کافر جس نے ایک سال کفر کیا مثلاً وہ بھی جہنم میں اور سو سال کفر کرے جب بھی جہنم میں اور ڈیڑھ سو سال کفر کرے جب بھی جہنم میں اور ہمیشہ کے لئے۔ یہ نہیں کہ یہ ایک منٹ کا کافر ہے، یہ دو منٹ کا کافر ہے۔ کفر کیا اور کفر کی سزا ہمیشہ جہنم میں۔

اسی طرح مومن کا بھی یہی معاملہ ہے۔ ایک سال کے عمل کے ساتھ چلے گئے وہ بھی جنتی اور جو ڈیڑھ سو سال عمل کرتے رہے وہ بھی جنتی اور وہ بھی سب ہمیشہ کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ عمل ہم نے اتنا نہیں کیا تو اتنا بڑا بدلہ کیسے؟ جب غلطی کرنے والے نے اتنی بڑی غلطی نہیں کی تو غلطی کی اتنی سزا کیسے؟ یاد رکھو سزا اور جزا یہ عمل کا نتیجہ نہیں ہے یہ نیّت کا نتیجہ ہے۔ مومن کی یہ نیّت ہے کہ ہمیشہ مومن رہوں اور یہی ہمیشہ رہنے کی نیّت اُسے ہمیشہ کے لئے جنّت دے دیتا ہے۔ کافر کی نیّت یہ ہے کہ ہم ہمیشہ کفر میں رہیں گے تو اُس کی ہمیشہ کفر میں رہنے کی نیّت ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھتی ہے۔ یہ نیّت کا معاملہ ہی عجیب ہے۔ اچھی نیّت کرو تو اجر ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں　　راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

ایک مشہور واقعہ کی طرف آپ کو لے چلوں جو لطائف اشرفی میں ہے، ایک بزرگ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ یہ کھانا لے جاؤ، دریا کے اُس پار ایک درویش رہتے ہیں اُن کو کھلا آؤ۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور رات کا وقت ہے دریا ہے کیسے جائیں گے۔

بزرگ نے کہا کہ دریا سے کہہ دینا میں ایک ایسے فقیر کی بارگاہ سے آیا ہوں جو آج تک اپنی بیوی کے قریب ہی نہیں گیا ہے۔ خادم سوچنے لگا کہ حضرت تو صاحبِ اولاد ہیں' کیا بات کرنے لگے ہیں ...... خادم نے یہ اعتراض بھی نہیں کیا کہ حضرت' دریا پر آپ کا تصرف کیسے؟ خادم جانتا تھا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں اور ولی کی حکومت دریاؤں پر بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری خلقت پر ہوتی ہے۔ بہرحال خادم نے دریا سے یہی کہا تو دریا نے راستہ دے دیا یہ چلے گئے دریا پھر برابر ہوگیا۔ درویش کے سامنے کھانا رکھا اور انہوں نے اُس کے سامنے پوری پلیٹ صاف کردی۔ خادم کہنے لگا کہ حضور پلٹیں گے کیسے؟ آنے کے لئے راستہ مل گیا تھا۔ درویش نے کہا کہ دریا سے کہہ دینا میں ایک ایسے فقیر کے پاس سے آیا ہوں کہ جس نے آج تک زندگی میں ایک لقمہ کھایا ہی نہیں۔ خادم نے دِل ہی دِل میں کہا کہ میرے ہی سامنے پوری پلیٹ صاف کردیا گھر میں جا کر کھا لیا ہوتا تو شاید مجھے بھی شبہ ہوتا کے رکھ دیا ہوگا۔ بہرحال وہاں کچھ نہیں کہا چپکے سے چلے آئے دریا سے وہی کہا۔ دریا نے راستہ دے دیا۔ خادم بزرگ کے پاس پہنچ کر معروضہ پیش کیا کہ نہ آپ کی بات سمجھ میں آئی نہ اُن کی بات سمجھ میں آئی۔ آپ بیوی کے پاس نہیں گئے تو صاحبِ اولاد کیسے؟ اور انہوں نے تو پلیٹ میرے ہی سامنے صاف کردی اور کہا ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔ بزرگ نے کہا کہ تم ہم فقیروں کی زبان کو نہیں سمجھے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم بیوی کے پاس گئے تو اپنی نفسانی خواہش کے دَباؤ میں نہیں گئے۔ اپنے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں گئے اس نیّت سے گئے کہ یہ اللہ کے رسول کی سُنّت ہے...... اور اُس نے جو لقمہ اُٹھایا اپنے نفس کو موٹا کرنے کے لئے نہیں اُٹھایا بلکہ اس لئے اُٹھایا تا کہ خدا کی عبادت کی طاقت رہے اُس کا لقمہ اُٹھانا بھی عبادت ہے میرا بیوی کے پاس جانا بھی عبادت۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

مروجہ اعمال اور عبادات : مسلمان کا ہر عمل اور ہر حرکت قرآن وسُنّت' اعمال صحابہؓ' اجماع اُمت اور اصول دین یعنی شریعت کے مطابق ہوتو وہ عبادت ہے۔ دینی کام اس کو کہتے ہیں جس پر ثواب ملے۔ دُنیا کا کوئی بھی کام نیّت خیر سے کیا جائے تو اُس پر بھی ثواب ملتا ہے۔ تمام اعمال کا تعلق دین سے ہی ہے مسلمان کا کوئی عمل دِین سے خارج نہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ نیّت خیر سے اپنے بچوں کو پالنا بھی ثواب رکھتا ہے۔ کسب حلال' اولاد کی پرورش' ازدواجی زندگی گذارنا' غسل کرنا' اٹھنا بیٹھنا' کھانا پینا' سونا' بیت الخلاء جانا' راستہ چلنا' ملاقات وگفتگو کرنا' دین کی فکر وسوچ' یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی زوجہ کے منہ میں دے وہ بھی ثواب۔ لہذا مسلمان کا ہر دُنیاوی کام بھی دینی ہے۔

حکایت : کسی بزرگ کے مرید نے ایک گھر تعمیر کیا پھر اپنے شیخ کو اُس گھر میں دعوت دی جب وہ بزرگ تشریف لائے تو انھوں نے دریافت کیا کہ مکان میں تم نے کھڑکیاں اور روشن دان کیوں رکھے ہیں؟ مرید نے جواب دیا تاکہ اُن سے ہوا اور روشنی آسکے' بزرگ فرمانے لگے یہ تو ایک ظاہری بات ہے ان چیزوں کو تو حاصل ہونا ہی ہے لیکن مناسب یہ تھا کہ تم اصل میں ان کھڑکیوں کے لگاتے وقت یہ نیّت کرتے کہ ان سے اذان کی آواز سُنائی دے گی تو اس سے تمہیں ثواب بھی حاصل ہوتا' روشنی اور ہوا تو خود بخود اسکے تابع ہوکر مل جاتی۔ الغرض نیّت خیر سے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں' بارہویں کا اہتمام کرتے ہوئے غربا وفقراء کو کھانا کھلانا بھی بہت عظیم ثواب ہے۔ غرض کہ مسلمان کے سارے اعمال دین کے مطابق ہوں تو عبادت ہے۔

اور یہی اعمال اصول دین کے خلاف یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین کی تقلید میں ہوں تو بدعت، خلاف سُنّت اور حرام قرار دیئے جائیں گے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

رحمتِ الٰہی بہانہ چاہتی ہے : اللہ کی رحمت دولت نہیں چاہتی بہانہ چاہتی ہے۔ اس کا ایک منظر تو میں یہاں کا پیش کروں گا اور دو منظر قیامت کے۔ بنی اسرائیل کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص ننانوے انسانوں کا قاتل تھا۔ اُس کے دل میں توبہ کا ذوق پیدا ہوا کہ توبہ کرنی چاہیئے۔ ایک شخص کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہم کو توبہ کرادو۔ اُس شخص نے کہا کہ تیری کیا غلطی ہے؟ کہنے لگا کہ ننانوے انسانوں کا میں نے قتل کیا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ شخص کہنے لگا کہ تیری توبہ قبول ہی نہیں ہوگی۔ خدا کی رحمت سے مایوس کر دیا کہ توبہ قبول نہیں ہوگی۔ مایوسی کی حالت میں اُس نے سوچا کہ جب توبہ قبول ہی نہیں ہوگی تو (۹۹) کیوں (۱۰۰) پورے کرلوں، لہذا کیا فرق پڑتا ہے اُس کو بھی صاف کر دیا جائے۔ کئی دنوں بعد دِل میں پھر خیال آیا کہ ہم تو آئے تھے توبہ کے لئے مگر ایک اور بڑھا دیا۔ اُس کے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ فلاں بزرگ کے پاس جاؤ وہ توبہ کرادیں گے۔ اب وہ اپنے گھر سے توبہ کا سچّا اِرادہ کر کے نکلا لیکن بیچ راستے میں ہی تھا کہ ملک الموت کو حکم ہوگیا کہ اُس کی رُوح نکال لے۔ اب عذاب کے فرشتے بھی آ رہے ہیں اور رحمت کے فرشتے بھی آ رہے ہیں۔ رحمت کے فرشتے کہتے ہیں الہ العالمین کا ہم کو حکم ہوا ہم اُس کی رُوح کو لے کر جاتے ہیں اس لئے کہ یہ توبہ کے ارادہ سے نکلا ہے۔ عذاب کے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ ہمیں حکم ہوا ہے ہم لے کر چلتے ہیں قدم تو نکالا تھا مگر ابھی توبہ نہیں کی۔ کہا اے فرشتو ! زمین کی پیمائش

تو کرو اِدھر سے قریب ہے یا اُدھر سے۔ توبہ والی منزل سے قریب ہے یا گھر سے قریب ہے۔ عذاب والے اِدھر لگ گئے اور رحمت کے فرشتے اُدھر سے لگ گئے یہ تو پیمائش تھا۔ خدا کی مصلحت تو دیکھو وہاں حکمِ الٰہی زمین کو ملا کہ اے زمین اس کو توبہ کے گھر کے قریب کر دے بڑی امید سے نکلا تھا مایوس نہ ہونے دوں گا۔ **اللهم صل علیٰ سيدنا محمد وعلیٰ آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بان تصلى عليه**

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

اب میدانِ قیامت کا منظر بھی یہیں آپ کے سامنے آئے گا دو واقعے صرف اشارۃً۔ بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص کے پاس صرف ایک نیکی کی کمی تھی تو سوچا ایک ہی کی کمی ہے کہیں سے مل جائیگی۔ مہلت لے لیا کہ اے خدا مجھے مہلت دے دے میں کہیں سے لے لوں گا۔ ایک نیکی نہیں مل رہی ہے تو باپ کے پاس گیا۔ باپ نیکی دینا تو بڑی بات وہ تو پہچانا بھی نہیں کہ یہ تو میرا بیٹا ہے۔ سینے سے چمٹا کر رکھنے والی ماں وہ بھی نہیں پہچانے گی ایک نیکی دینے میں سب نفسی نفسی میں لگے ہوئے ہیں۔ دُنیا کی جن محبتوں نے تمہیں آخرت سے غافل کر رکھا تھا وہ ساری محبتیں قیامت میں رُسوا ہو گیں نہ ماں کی محبت' نہ باپ کی شفقت۔ بہرحال وہ آسان سمجھتا تھا مرحلہ مشکل ہوتے چلے جا رہا ہے ایک دوست اُسے ملا جو خدا کی راہ میں ایک دوست کی مدد کرنے کے لئے دوستی کی تھی اُسے پوچھا تو کیوں پریشان ہے؟ کہا اے دوست مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے اور کوئی دینے والا نہیں۔ دوست کہتا ہے تجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے اور میرے پاس تو ایک ہی نیکی ہے۔ تجھے ایک کی ضرورت اور میرے پاس ایک ہی ہے۔ جب تجھے ایک نہیں مل رہی تو مجھے اور کیا ملے گی لہذا یہ ایک نیکی بھی لے لے تاکہ تیری نجات ہو جائے۔

یہ بندے نے دوسرے بندے کی نجات کا تصور تو پیدا کیا۔ رحمتِ حق نے آواز دیا جب ایک بندہ اتنا بڑا بندہ نواز ہے تو رحمتِ حق نے حکم دے دیا اے فرشتو ! دینے والا بھی جنتی اور لینے والا بھی جنتی۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

ایسے ہی قیامت میں دو انسانوں سے حکم الٰہی ہوگا کہ جاؤ جہنم میں۔ ایک دَوڑتا ہوا جائے گا ایسے دوڑے گا کہ جنّت میں جا رہا ہے بڑی تیزی سے جا رہا ہے …… اور ایک جاتا ہے اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا ہے۔ حکمت کو ظاہر کرنے کے لئے رب تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے ۔اُس سے پوچھو جو دوڑتا ہوا جا رہا ہے جہنم میں جا رہا ہے۔ فرشتوں نے پوچھا تو اُس نے کہا: اے فرشتو ! میں وہ بدنصیب انسان ہوں جس نے دُنیا میں رب کا کوئی حکم نہیں مانا، اب یہ اُس کا آخری حکم ملا کہ جاؤ جہنم میں۔ اب وہ مجھے کوئی حکم نہیں دے گا، تو میں یہ سوچتا ہوں کہ اسے جلدی سے مان لوں، چاہے جہنم میں جاؤں، کم از کم اس آخری حکم کی تعمیل ہو جائے۔ فرشتوں نے دوسرے شخص سے پوچھا کہ تو آہستہ آہستہ کیوں جا رہا ہے تو اُس نے کہا کہ میں پیچھے مڑ مڑ کے دیکھتا ہوں کہ کہیں رحمت پکار تو نہیں رہی ہے، آواز تو نہیں دے رہی ہے۔ بہرحال ایک شخص کو تعمیل حکم کا جذبہ آیا، اور دوسرے کو رحمت کا جذبہ آیا ہے۔ رب نے حکم دیا کہ فرشتو ! اب ان دونوں کا رُخ موڑ دو۔ **اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں   راہ دکھلائیں کسے راہِ روئے منزل ہی نہیں

﴿☆☆☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی تمام انبیاء کی دعوت ہے : اللہ تعالیٰ نے اعلان توحید کی ترویج اور اشاعت کے لئے اپنے نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری کیا اور ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : **﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ﴾** (الانبیاء/۲۵) اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔

توحید کی یہ دعوت کوئی انوکھی دعوت نہیں ہے بلکہ نبوت ورسالت کا سلسلہ جب سے شروع ہوا ہے اور جو حضرات اس منصب پر فائز ہوئے ہیں سب نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کو یہی دعوت دی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے زمانے میں اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی۔ قرآن مجید میں ان کی دعوتِ حق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ **﴿لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ﴾** (الاعراف/۵۹) بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بُرے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف بھیجا اور انھوں نے بھی اپنی قوم سے کہا کہ ایک خدا کو مانو اور اسی کی عبادت کرو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔ **﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُفۡتَرُوۡنَ﴾** (ہود/۵۰) اور عاد کی طرف (ہم نے) اُن کے مشفق ہم قبیلہ ہود کو (بھیجا) انہوں نے فرمایا اے میرے (مخاطب، مشرک) لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ نہیں ہو تم مگر (اللہ پر شریک کا) بہتان باندھنے والے۔

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو کلمہ حق کی دعوت دی اور قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیوں کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (الاعراف/۷۳) اور قوم ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح علیہ السلام کو بھیجا، کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے روشن دلیل آئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اُسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھانے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔

حضرت شعیب علیہ السلام مدین کی طرف، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی ہے ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : **﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ﴾** (ہود/۸۴) اور مدین کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب علیہ السلام کو بھیجا (آپ نے) کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست قوم کو ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی ہے **﴿وَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ**

اِفۡکًا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لَکُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰہِ الرِّزۡقَ وَ اعۡبُدُوۡہُ وَ اشۡکُرُوۡا لَہٗ ؕ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴾ (العنکبوت۱۶/۱۷-۱۷) اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم حقیقت جانتے ہو، تم اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو۔ بیشک وہ جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو، تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں، تو اللہ تعالیٰ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو، تمہیں اس کی طرف پھرنا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا ورکوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

﴿**قَالَ اَغَیۡرَ اللّٰہِ اَبۡغِیۡکُمۡ اِلٰـہًا وَّ ہُوَ فَضَّلَکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ**﴾ (الاعراف/۱۴۰)

قوم موسیٰ کو جب فرعون سے نجات ملی اور وہ صحرائے سینا میں آئی تو وہاں انھوں نے ایک بت پرست قوم کو دیکھا جو بت بنا کر پوجتی تھی تو اس پر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے بھی ایک خدا بنا دو، تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سربلند کرنے کے لے آیا ہوں، اس لئے اس توحید پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اپنے مسلک کی بڑی زوردار دلیل پیش فرمائی کہ میں اپنے خالق حقیقی کے سوا کسی غیر کی عبادت نہیں کرتا۔ فرمایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر کسی اور شئے کو اپنا معبود بنا لے جو مرتبہ میں اس سے کہیں حقیر اور کمتر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں کو ایک خدا کی عبادت کی تلقین فرمائی۔ قرآن پاک میں آپ کی اس دعوت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿يٰصَاحِبَىِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَيۡرٌ اَمِ اللّٰهُ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ۚ مَاتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَاؤُكُمۡ مَااَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَايَعۡلَمُوۡنَ﴾ (یوسف/۳۹۔۴۰) اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو' کیا جُدا جُدا رب اچھے یا ایک اللہ جوسب پر غالب ۔ تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں' اللہ نے اُن کی کوئی سند نہ اُتاری' حکم نہیں مگر اللہ کا' اُس نے فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو' یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو ایک خدا کو معبود بنانے کی دعوت دی ۔ ان کی دعوت حق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے ۔

﴿وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآئِيۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىۡ وَرَبُّكُمۡ ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ﴾ (المائدہ/۷۲) اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل' اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے' بیشک جو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنّت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی اِلٰہ مانتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے ۔ عیسائیوں کی بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے (عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکائیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا تھا یہ لوگ حلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ و بو' اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہتا ہے ان کا مطلب بھی یہی ہے) عیسائیوں کے دعویٰ کا بطلان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کرایا جارہا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ۔ کون اللہ؟ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا

بھی رب ہے۔ رب کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی چیز کو اس کی استعداد کے مطابق نقص سے کمال کی طرف، کمزوری سے قوت کی طرف پہنچانے والا۔ تو جب وہ مجھے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تو پھر میں خدا کیسے ہوسکتا ہوں۔ خدا تو وہ ہے جو ہر نقص اور کمی سے پاک اور منزہ ہو۔ وہ کسی کے پاک کرنے اور منزہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

اگر تم مجھے خدا سمجھو گے تو شرک کا ارتکاب کروگے اور جو شرک کرتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اور اس روز ظالم کی امداد نہیں کی جائے گی اور میں بھی تم سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی ہے

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا﴾ (کہف/١١٠)

(اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمایئے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح، وحی کیجاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود تو صرف ایک معبود ہے۔ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(اس آیت کریمہ کی تفسیر کے لئے خزائن العرفان، اور نور العرفان، دیکھیں)

ان تمام آیات قرآنی سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ تک سب نبیوں اور رسولوں نے اہل دنیا کو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی کی دعوت دی ہے۔

عبادت کے معنٰی : عبادت کے معنٰی انتہاء تذلیل اور غایت خضوع کے ہیں یعنی انسان اپنے آپ کو کسی کے سامنے ذلت وپستی کے اس آخری درجے میں سمجھے کہ جس کے بعد عاجزی اور ذلت کا کوئی درجہ ہی نہ ہو۔ اس قسم کی عاجزی کرنے والا عابد ہے اور ایسی عاجزی عبادت ہے۔ عبادت کا تعلق نہ تو مافوق الاسباب امور سے ہے اور نہ غائبانہ ندا سے، بلکہ اس کا تعلق محض اعتقاد سے ہے اور ظاہر ہے ایسی عاجزی اور ایسی ذلت وپستی کا اظہار اس ہستی کے

لئے کیا جاسکتا ہے جس کے متعلق صفات مستقلہ کا اعتقاد رکھا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں خود بخود اُس میں موجود ہیں، کسی نے اُس کو کوئی صفت دی نہیں، اور یہ صفات ذاتیہ استحقاق عبادت کا مناط و مدار ہیں۔ ان صفات ذاتیہ کا کسی میں ثابت کرنا استحقاق عبادت والوہیت کا ثابت کرنا ہے اور جو صفت استحقاق عبادت کا مناط ہے خواہ وہ علم ہو یا قدرت، تصرف ہو یا خالقیت، اس کا ذاتی اور مستقل ہونا ضروری ہے ورنہ افراد ممکنات کا مستحق عبادت ہونا لازم آئے گا کیونکہ عطائی، غیر مستقل، حادث صفات، افراد مخلوقات میں پائی جاتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ استحقاق عبادت کے لئے صفات مستقلہ لازم ہیں اور صفات مستقلہ کے لئے استحقاق عبادت لازم ہے۔ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کے لئے استقلال ذاتی کو ثابت کرنا ہے اور کسی کو مستقل بالذات ماننا مستحق عبادت قرار دینا ہے۔

اسلام میں عبادت کا تصور: عبادت کا لفظ دُنیا کے ہر مذہب میں موجود ہے۔ ہر مذہب کے بانی نے اپنے پیروؤں کو عبادت کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی ہر مذہب نے علحدہ علحدہ مقرر کیا ہے، لیکن عبادات کی جو حقیقت وتشریح اسلام نے کی ہے وہ ایسی ہے جس کو معلوم کر کے ہر سلیم العقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ واقعی عبادت یہ ہے اور دیگر مذاہب نے جو عبادت کا طریقہ اور تشریح کی ہے کہیں تو وہ نامکمل ہے اور کہیں اس کی رُوح ہی مفقود ہے اور کہیں ایسے کاموں کو عبادت میں شمار کرلیا ہے جو فطرتاً وعقلاً عبادت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے ہیں۔

عرب کی عبادت یہ تھی کہ دنیا کے عیش وآرام اور اس کی لذتوں کو چھوڑ کر جنگل اور ویرانوں میں بیٹھ جاؤ اور دُنیا سے قطع تعلق کر کے مجرد زندگی بسر کرو...... یہود کی عبادت یہ تھی کہ ہفتہ کے دن چھٹی کی جائے اور اس دن کوئی کام نہ کیا جائے، اس کے علاوہ جب کبھی انھیں موقع ملتا بتوں کے سامنے سر جھکا لیتے۔ عیسائیوں کی عبادت حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تصویروں اور مجسموں کو پوجنا اور اپنے جسم کو سخت تکالیف پہنچانا تھا۔ انھوں نے اپنے جسم کو تکلیف پہنچانے کے بہت سے سخت طریقے ایجاد کر لئے تھے اور اس کا نام انھوں نے عبادت رکھ لیا تھا۔

یونانی اپنے بادشاہوں کے مجسموں اور ستاروں کے ہیکل کے پجاری تھے۔

روم وایشیا کوچک، یورپ، امریکہ، مصر بربر، حبشہ وغیرہ عیسائی ملکوں میں حضرت مریم وعیسیٰ علیہما السلام کی مورتیوں کو پوجا جاتا تھا۔

زردشت کی مملکت میں آگ کی پرستش کی جارہی تھی۔ ہندوستان سے لے کر کابل وترکستان تک اور چین سے جزائر ہند تک بدھ کی مورتیوں، سادھیوں اور سوکھی جلی ہڈیوں کی راکھ کی پوجا ہوتی تھی۔ چین کے کنفوشش اپنے باپ دادا کی مورتیوں کے آگے خم تھے، خاص ہندوستان میں سورج گنگا اور تاروں کی عبادت ہوتی تھی۔

غرض کہ یہ تھا دنیا کے مذاہب اور اس کے پیروؤں کی عبادت کا مختصر نقشہ۔ ایسے وقت میں جب کہ دنیا پتھروں، درختوں، جانوروں، دیوتاؤں اور سیاروں کی پرستش کررہی تھی اور ساری کائنات خدائے واحد کو چھوڑ کر آسمان سے زمین تک کی مخلوقات کو پوجھ رہی تھی۔ ایک بے آب وگیاہ ملک کے گوشہ سے یہ آواز آئی ﴿**یایھا الناس اعبدوا ربکم**﴾ اے لوگو! اللہ واحد کی پرستش کرو۔ اسی ایک اکیلے خدا کی عبادت، عبادت ہے اور مخلوق کو پوجنا اور غیر اللہ کی پرستش کرنا عبادت نہیں، جہالت ہے۔

معلوم ہے کہ یہ آواز دینے والا اور مخلوق کو خدائے واحد کی پرستش کی تلقین کرنے والا کون تھا؟ ہاں یہ وہی تھے جن کے متعلق عامر ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی تھی **واللہ لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا** قسم بخدا اگر آپ نہ ہوتے تو نہ ہم راستہ پاتے، نہ خیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے ۔۔ گویا اس شعر میں حضور نبی کریم ﷺ کے احسان کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ آپ ہی کی تعلیم تھی جس نے نہ صرف اہلِ عرب کو بلکہ ساری کائنات کو عبادت کے صحیح طریقوں سے آشنا فرمایا۔ اگر آپ کی ذات ستودہ صفات نہ ہوتی تو آج سارے جہاں کے انسانوں کی پیشانیاں غیر اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہوتیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے دُنیا کو عبادات کا اصل مفہوم بتایا

اور کائنات کے معبدوں (عبادت گاہوں) سے تمام باطل معبُودوں کو باہر نکال کر پھینک دیا اور خدا کے سامنے تمام مخلوقات کی گردنیں جھکا دیں اور صاف اعلان فرما دیا ﴿**اعبدوا ربکم**﴾ صرف ایک خدا کو پوجو‘ اسی کو پوجنا اسی کی پرستش کرنا عبادت ہے۔ پھر آپ نے عبادت اور اس کا صحیح طریقہ پیش کیا اور بتایا عبادت کے کے لئے کسی خارجی رسم کی ضرورت نہیں ہے۔ آگ جلانا‘ مورتیوں کے سامنے رکھنا‘ گھنٹوں اور ناقوسوں سے عبادت کو دلکش و دلفریب بنانا‘ ساز و ترنم اور جرس وغیرہ حتیٰ کہ کسی خاص لباس کی بھی قید نہیں ہے اور ان تمام غیر ضروری رسوم سے اسلام کی عبادت پاک ہے۔ اسلام کی عبادت کے لئے تو صرف پاک لباس جو ستر پوشی کر سکے‘ پاک جسم اور پاک دل کی ضرورت ہے۔

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو اینٹ چونے کی چار دیواری میں محدود کر دیا ہے۔ بت خانوں سے باہر اور آتش کدوں سے الگ ان کے ہاں کوئی عبادت نہیں ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا کو بتایا کہ کائنات کا ہر حصہ معبد (عبادت کی جگہ و مقام) ہے اور زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ تم کہیں بھی ہو‘ سمندر میں یا خشکی میں‘ ہوا میں یا زمین پر‘ ہنگامہ کار زار میں یا ریل و جہاز میں‘ ہر جگہ خداوند قدوس کی عبادت کر سکتے ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے بعض ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے پیغمبروں کو نہیں دی گئیں۔ **جعلت لی الارض مسجدا** روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ یعنی سمندر میں‘ ہوا میں‘ خشکی میں‘ تَری میں‘ ہر جگہ مسلمان اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو سکتا ہے اور کسی بھی عذر شرعی کی وجہ سے مسجد کے علاوہ بھی عبادت کر سکتا ہے کیونکہ ﴿**ادعونی استجب لکم**﴾ تم مجھے پکارو میں تمھیں جواب دوں گا۔۔ یعنی عرض حال کرنے کے لئے کسی بت‘ کسی مجسمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جس مکان میں‘ زمین کے جس گوشہ میں رب کو پکارو گے وہ جواب دے گا۔

بعض مذاہب میں مرغوب عبادت یہ تھی کہ اپنے نفس یا اپنی اولاد کو آگ میں جلا دیا‘ دریا میں ڈبو دیا‘ اور اسی طرح خدا کے حضور تقرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا ’بے وقوفو۔ اس طرح اپنے آپ اور اپنی اولاد کو ہلاک کر دینا بھی کوئی عبادت ہے۔ جان دینی ہے تو سچائی کی حمایت میں کمزوروں کی مدد کے لئے دو‘ یہ عبادت ہے۔ اپنے ہاتھ سے خودکشی کرنا یہ عبادت نہیں ہے۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشراقیت‘ عیسائیوں میں رہبانیت‘ ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے‘ ننگے رہتے‘ ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے‘ اہل وعیال دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرد‘ رہبانیت اختیار کرتے اور اس کو بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے لیکن حضور رحمۃ للعالمین تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: **لايكلف الله نفسا الا وسعها ماجعل عليكم فى الدين من حرج** خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا‘ اللہ نے تمہارے لئے دین میں تنگی نہیں کی ہے۔

خدا رب العالمین ہے۔ ماں باپ سے زیادہ بندوں سے محبت فرماتا ہے۔ وہ تمہاری ان مشقتوں سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ ایسی بات کا حکم فرماتا ہے جو تمہاری وسعت قدرت اور اختیار میں نہ ہو۔ دنیا سے بالکل قطع تعلق کر لینا اور ویرانوں میں جا کر تلاش حق کرنا عبادت نہیں ہے۔ **لارهبانيه فى الاسلام** اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

عبادت یہ ہے جس میں خالق ومخلوق دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے‘ عزیزوں رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو‘ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو‘ یتیموں غریبوں بیکسوں کی امداد کرو‘ حلال کی روزی کماؤ‘ دنیا کی نعمتوں سے لذت حاصل کرو‘ عمدہ اور صاف کپڑے پہنو‘ اچھے اور پاک کھانے کھاؤ اور خدا کے حضور پانچ وقت حاضر ہو جاؤ اور اللہ کے حقوق بھی ادا کرو یہ ہی عبادت ہے اور یہ ہی انسان کا کمال ہے۔ اسلام نے جو عبادت کا مفہوم پیش کیا ہے وہ دراصل ایک فطری چیز ہے جس کو سلیم طبیعت فوراً قبول کر لیتی ہے۔

بہرحال عبادت کے لغوی معنیٰ عاجزی کے ہیں اور اصطلاح میں عبادت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی کو خدا سمجھ کر اس کے حضور عبودیت کا نذرانہ پیش کرنا اور اس کے احکام بجالانا یہ سمجھ

کر کہ یہ حکم خدا کا ہے۔ انسان کیسا بھی اچھا کام کرے اگر اس سے مقصود خدا کی خوشی اور اس کی اطاعت نہ ہو تو وہ ہرگز عبادت نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کی تعلیم ہے۔ ﴿**ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين**﴾ میری نماز، میرا حج، میری موت اور زندگی سب خدا کے لئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا مسلمان جو بھی نیک کام کرے اگر اس سے مقصود خدا کے حکم کی بجا آوری اور اس کو خوش کرنا ہے تو وہ عبادت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انما الاعمال بالنبيات** اعمال کا ثواب نیّت پر موقوف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں نیّت اور اخلاص نہایت ضروری ہے۔ انسان کا ہر وہ کام جس سے مقصود خوشنودی خدا ہے عبادت ہے اور اگر اس کام سے مقصود شہرت اور ریاکاری ہے تو یہ عبادت نہ ہوگی کیونکہ جو عبادت خلوص نیّت سے خالی ہو، اس میں تقویٰ کہاں ہوگا اور عبادت کی غرض و غایت تقویٰ بھی ہے۔

تقویٰ انسان کے قلب کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے دل میں نیک کام کرنے کی امنگ اور برائیوں سے نفرت ہوتی ہے اور وہ کام خاص رب العزت جل مجدہ کی خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ﴿**لعلكم تتقون**﴾ یہ عبادت اس لئے ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اسی حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہی عبادت نہیں ہے بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصود خدا کی رضا ہو وہ عبادت ہے مثلاً کسی شکستہ دل کی تسکین کے لئے تسلی وتشفی کی بات کرنا اور کسی گنہگار کو معاف کرنا بھی عبادت ہے چنانچہ ارشاد ہے ﴿**قول معروف ومغفرة خير** ۔﴾ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے ستانا ہو۔ اس آیت کی تشریح حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی **كل معروف صدقة تبسمك فى وجه اخيك صدقة واماطة الاذىٰ عن الطريق صدقة الساعى على الارملة والمسكين كالمجاهد فى سبيل الله** ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔ کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کے لئے مسکرانا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی

خیرات ہے، بیوہ غریب کی مدد کرنا، خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

اسی طرح لوگوں کے درمیان، بغض وفساد کے اسباب کو دور کرنا محبت پھیلانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمھیں روزہ نماز سے بڑھ کر درجہ کی چیز نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی، فرمایئے یارسول اللہ ﷺ، حضور ﷺ نے فرمایا: **اصلاح ذات البین** آپس کے تعلقات کا درست رکھنا۔

ان مثالوں سے واضح ہوا اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا جاگنا کمانا تجارت کرنا وغیرہ سب ہی عبادات ہیں جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت جل مجدہ کی خوشنودی اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہو۔

عبادت کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ :

مودودی صاحب کے نزدیک بُت پرستوں کا چلنا پھرنا سونا جاگنا اُٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا بھی خدا کی عبادت ہے اور ان کی بت پرستی بھی اسی کی عبادت ہے۔ موصوف نے 'عبادت کا تصور' عنوان قائم کرکے اپنی تفہیمات کے صفحہ ۴۳ پر عبادت کی جو تشریح فرمائی ہے وہ یہ ہے:

'انسان خواہ خدا کا قائل ہو یا منکر، خدا کو سجدہ کرتا ہو یا پتھر کو، خدائی کی پوجا کرتا ہو یا غیر خدا کی، جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس قانون کے تحت ہی زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلاعمد واحتیاج طوعاً وکرہاً خدا ہی کی عبادت کر رہا ہے۔ اسی کے سامنے سربسجود ہے اور اسی کی تسبیح میں لگا ہوا ہے۔ اس کا چلنا پھرنا سونا جاگنا کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا سب اسی کی عبادت ہے'

کیا مودودی صاحب یا دلدادگانِ مودودیت سے کوئی صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ مودودی صاحب سے پہلے بھی کسی نے اسلامی عبادت کی یہ تشریح کی ہے۔ کسی نے بت پرستوں کے سونے جاگنے چلنے پھرنے اور ان کے دیگر حرکات وسکنات کو خدائی عبادت بتایا ہے؟ اگر کسی اور نے عبادت اسلامیہ کی یہ تشریح نہیں بیان کی تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے

کہ اسلامی عبادات کی یہ من گھڑت تشریح ہے جس کے ذریعہ اغیار کی خوشنودی کے طلبگار ہیں ۔ اور عقیدۃً بامسلمان اللہ با برہمن رام رام کے علمبردار ہیں ۔

عبادت وتعظیم میں فرق :

عبادت کے معنیٰ معلوم ہونے کے بعد عبادت وتعظیم کا فرق معلوم ہوگیا ۔ عبادت میں تعظیم بھی ہوتی ہے اور جس کی تعظیم کی جائے اس کی الوہیت اس کے واجب الوجود اور مستحق عبادت ہونے کا اعتقاد بھی ہوتا ہے ۔ اور تعظیم میں یہ اعتقاد نہیں ہوتا ، یعنی ہر عبادت تعظیم ہے مگر ہر تعظیم عبادت نہیں ہے لہذا غیر اللہ کی عبادت شرک ہے تعظیم شرک نہیں بلکہ جائز بلکہ بعض کی تعظیم فرض عین ہے مثلاً قرآن پاک کی ، انبیاء کرام علیہم السلام وملائکہ کی تعظیم وتوقیر ۔ ۔ اور بعض کی تعظیم واجب ہے مثلاً والدین کی ، بعض لوگ تعظیم وعبادت میں فرق نہیں کرتے یا اُن کے مفہوم سے جاہل ہیں ۔ جہاں وہ غیر اللہ کی تعظیم ہوتی دیکھتے ہیں جَھٹ شرک کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں ، حالانکہ یہ بات بدیہی ہے کہ تعظیم کی وہی صورت شرک قرار دی جائے گی جس میں معظم کی الوہیت کا اعتقاد ہو ۔ اس کے علاوہ تعظیم کی جتنی بھی صورتیں اور شکلیں ہیں اُن میں سے بعض ناجائز وحرام تو ہوسکتی ہیں مگر شرک وکفر ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتیں ، مثلاً قبر کو سجدہ کرنا ، اور مقبور کی الوہیت اور واجب الوجود ہونے کا عقیدہ رکھ کر اس کے لئے صفات مستقلہ کو مان کر سجدہ کرنا شرک ہے لیکن اگر یہ اعتقاد نہ ہو اور پھر غیر اللہ کی تعظیم کی جائے ۔ اس میں یہ تو ہوسکتا ہے کہ اس تعظیم کی کچھ صورتیں ناجائز وحرام ہوں مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ مذکورہ بالا اعتقاد کے ساتھ جو تعظیم کی جائے وہ شرک قرار پائے ۔ سجدہ ہی کو لے لیجئے ، مطلقاً غیر اللہ کو سجدہ کرنا اگر شرک مان لیا جائے تو پھر (معاذ اللہ) تمام ملائکہ اور برادران یوسف علیہ السلام بھی مشرک قرار پائیں گے کیونکہ قرآن پاک نے یہ تصریح کی ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ خود اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا (معاذ اللہ) ۔

ظاہر ہے کہ ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا اوران کو واجب الوجود جان کر سجدہ کرنا نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اوراس کی مخلوق سمجھ کر محض تعظیم کے لئے سجدہ تھا۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو تعظیم مُعظّم کی الوہیت اور واجب الوجود ہونے کے عقیدہ کے ساتھ نہ کی جائے وہ شرک ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔

ہم اہل سنت و جماعت انبیاء کرام و بزرگانِ عظام کی تعظیم ضرور کرتے ہیں اُن سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں مگر انھیں اللہ نہیں مانتے اور نہ استقلال ذاتی اُن کے لئے ثابت کرتے ہیں اور نہ انھیں مستحق عبادت جانتے ہیں اور نہ واجب الوجود۔ لہذا ہم پر محض تعظیم کے جرم میں بدعقیدہ عناصر کا شرک کا فتویٰ دینا کسی بھی طرح درست نہیں کیونکہ ہم تعظیم کی ان صورتوں کو بھی نہیں اپناتے جو ناجائز وحرام ہیں اور جن کے ناجائز ہونے پر دلائل شرعیہ مل جاتے ہیں جیسے سجدہ تعظیمی، ہم اس کو حرام وناجائز سمجھتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیمی کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

عبادت اور استعانت : ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

عبادت کے معنیٰ **اقصی غایة الخضوع والتذلل** یعنی حد درجہ کی عاجزی اور انکساری ۔۔۔ مفسرین اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں، بلکہ حالتِ نماز میں تمام حرکات وسکنات عبادت ہیں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، رکوع اور رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا، سجدہ اور اس کے بعد حالت التحیات میں دوزانو بیٹھنا، سلام کے لئے دائیں بائیں مُنہ پھیرنا۔۔ یہ سب عبادت ہیں۔ اگر عبادت صرف تذلل وانکسار کے آخری مرتبہ کا نام ہے اور یہ

آخری مرتبہ سجدہ ہی ہے، تو کیا یہ باقی چیزیں عبادت نہیں؟ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر یہ ساری چیزیں مطلقاً عبادت ہیں تو اگر کوئی شاگرد اپنے اُستاد کے سامنے اور بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتا ہے یا ان کے آنے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ اُس نے اُستاذ یا باپ کی عبادت کی اور اُن کو اپنا معبود بنا لیا ۔۔ حاشا وکلا ۔۔ پھر وہ کون سی چیز ہے جو اِن حرکات وسکنات کو اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے اور یوں کھڑے ہونے کو (ہاتھ باندھے یا کھولے ہوئے) اور اس طرح بیٹھنے کو اور دائیں بائیں مُنہ پھیرنے کو تذلل وانکسار کے آخری مرتبہ پر پہونچا دیتی ہے۔ اور اگر یہی اُمور نماز سے خارج ہوں تو نہ ان میں غایۃً خضوع ہے اور نہ یہ عبادت متصور ہوتے ہیں۔

عبادت کا تعلق عقیدہ ونیّت سے ہوتا ہے یعنی جس ذات کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں اور سب میں غایۃً تذلل وخضوع پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں، نہ خدا، نہ خدا کا بیٹا، نہ اس کی بیوی، نہ اس کا اوتار، تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں آپ ان کو احترام، اِجلال، اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں جس کی عبادت شرعاً یا عقلاً درست ہو۔ سب سے بالاتر اور قوی تر وہ، سب کا خالق اور رب (اپنی تربیت سے مرتبہ کمال تک پہونچانے والا) وہ، لطف وکرم کا پیہم پانی برسانے والا وہ، ہزار خطائیں کریں لاکھوں جرم کرے، اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا وہ، اور قیامت کے دن ہر نیک وبد کی قسمت کا فیصلہ فرمانے والا وہ ۔۔ تو اُسے چھوڑ کر انسان کسی غیر کی عبادت کرے تو آخر کیوں؟ بلکہ اس کے بغیر اور ہے ہی کون جو

معبود اور اللہ ہو اور اس کی عبادت کی جائے؟ اسی لئے قرآن نے ہمیں یہی تعلیم دی اور یہ سبق سکھایا کہ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ﴾ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کسی کی نہیں کرتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

عبادت کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کسی کو خالق یا خالق کا حصہ دار مان کر اس کی اطاعت کرنا۔ جب تک کہ یہ نیّت نہ ہو تب تک اُسے عبادت نہیں کہا جائے گا۔ اَب بُت پرست‘ بُت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور مُسلمان کعبہ کے سامنے۔۔ وہاں بھی پتھر ہی ہیں۔۔ لیکن وہ مشرک ہے اور ہم مُوحّد (اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے والے)۔۔۔ ہندو اپنے دیوتاؤں‘ رام چندر وغیرہ کو مانتا ہے‘ مسلمان نبیوں ولیوں کو۔۔ پھر کیا وجہ کہ وہ مشرک ہوگیا اور یہ اللہ کو ماننے والا رہا۔ فرق یہی ہے کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں حصہ دار مانتا ہے اور ہم اُن کو اللہ کا خاص بندہ مانتے ہیں۔ بہر حال‘ عبادت میں یہ قید ہے کہ جس کی اطاعت کرے اُس کو اپنا خالق مانے۔۔ عبادت بہت قسم کی ہے۔ نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ‘ حج بلکہ یوں سمجھو کہ جو جائز کام بھی رب کو راضی کرنے کی نیّت سے کیا جائے وہ عبادت ہے یہاں تک کہ آدمی رب کو راضی کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پالے یہ بھی عبادت ہے اور اس میں ثواب ملتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

ایک بزرگ‘ ابن سعود نجدی کے زمانہ میں مدینہ پاک حاضر ہوئے۔ روضۂ مطہرہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ نجدی پولیس نے کہا کہ کیا تو نماز پڑھ رہا ہے؟ تو مشرک ہوگیا۔ انھوں نے پوچھا کہ کیوں سپاہی؟ وہ کہنے لگا کہ کسی کے سامنے نماز کی طرح کھڑا ہونا یعنی ہاتھ باندھ کر یہ اُس کی عبادت ہے۔ بزرگ فرمانے لگے کہ کیسے کھڑا ہوں؟ وہ بولا کہ ہاتھ چھوڑ کر۔۔ انھوں نے کہا کہ اس طرح کھڑا ہونا بھی مالکی نماز کا قیام ہے۔ پھر بھی نماز سے مشابہت تو ہے۔ اگر ناف کے

نیچے ہاتھ باندھوں تو حنفی نماز ہے اور ناف کے اُوپر باندھوں تو شافعی نماز' ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہوں تو مالکی نماز ہے۔ اب بتاؤ کیا کروں؟ وہ خاموش ہوگیا۔ بزرگ فرمانے لگے کہ کسی کام کا عبادت بننا یا نہ بننا نیّت پر موقوف ہے۔

غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے :

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کی آیات' چالیس مستند احادیث اور ایک سو دس فقہی نصوص اور بزرگان دین کے اقوال سے سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے پر 'الزبدة الزكيه فی تحريم سجود التحية' تحریر فرمائی ہے جس میں ارشاد فرماتے ہیں :

' مسلمان ! اے مسلمان ! اے شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان ! جان اور یقین جان ! کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہیں' اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین وکفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام وگناہ کبیرہ بالیقین ۔۔ اس کے کُفر ہونے میں اختلاف علمائے دین' تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے ۔۔ **والعياذ بالله** ۔۔ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی' اس پر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں۔ معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس ﷺ کے لئے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے تو پھر اوروں کا کیا ذکر؟ **(الزبدة الزكيه)**

عالم' مُرشد' ولی' یا قبر کو عبادت کی نیّت سے سجدہ کرنا یقیناً شرک ہے اور عزت' احترام اور تعظیم کی نیّت سے سجدہ کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوجاتا۔ لہذا' مسلمانوں کو کبیرہ گناہ کی وجہ سے کافر یا مشرک قرار

دینا گمراہی اور بے دینی ہے۔ سجدۂ تعظیمی سابقہ شریعت میں جائز تھا لیکن شریعت محمدی ﷺ میں حرام قرار دیا گیا۔ شرک ہر نبی کی شریعت میں شرک ہوتا ہے۔ شرک کسی نبی کی شریعت میں جائز اور کسی نبی کی شریعت میں حرام نہیں ہوسکتا۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں :

'ابطالِ شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی دلیلِ کافی ۔۔۔ محال ہے کہ اللہ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اُسے منسوخ بھی فرمائے۔ اور محال ہے کہ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریکِ خدا بنائے یا اُسے روا ٹھہرائے' (الزبدۃ الزکیہ)

سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی اور کے لئے نہیں ہوسکتا۔ نہ کسی نبی کی شریعت میں کبھی جائز ہوا۔ سجدۂ تحیت (سجدۂ تعظیمی) پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا جیسے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا فضل وشرف ظاہر کرنے کے لئے سجدۂ تحیت (سجدۂ تعظیمی) کا حکم دیا گیا تھا۔

حضرت بحر العلوم محمد عبد القدیر حسرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'سجدہ غیر اللہ کو اسلام میں حرام کر دیا گیا۔ ہرگز اب کسی کو سجدہ نہیں ہوسکتا۔ نہ سجدۂ عبادت' نہ سجدۂ تعظیمی ۔۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں سجدہ کی اجازت دیتا تو بیویوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں'

ظاہر ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ نہیں لیا' اس کی ممانعت کر دی تو دوسرا کیوں کر سجدہ لے سکتا ہے۔ اب غیر اللہ کو سجدہ ہرگز دُرست نہیں۔ ممنوع ہے حرام ہے اور اِس کا مرتکب' عاصی ہے۔ (درس القرآن)

وندے ماترم اور سرسوتی وندنا مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کے خلاف ہے:

مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ کے سوا کسی بھی چیز کی پوجا اسلام میں جائز نہیں۔ وندے ماترم اور سرسوتی وندنا میں زمین اور دیوی کی پوجا ہے جو اسلام کے عقیدۂ توحید کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں کسی بھی صورت میں مسلمانانِ ہند کے لئے قابل قبول نہیں۔ کسی ایک فرقہ کے طریقہ عبادت کو دوسرے فرقہ پر مسلط کرنا ہندوستان کے جمہوری دستور و آئین کے قطعاً خلاف ہے اور ایسا کوئی بھی اقدام ہندوستان میں اختلاف و انتشار اور بدامنی پھیلانے کی بھیانک غلطی ثابت ہوگا۔ فرقہ پرست طاقتیں اس وقت وندے ماترم و سرسوتی وندنا کو لازم قرار دینے کی جارحانہ و انتہا پسندانہ ذہنیت کا لگاتار مظاہرہ ہی نہیں کر رہی ہیں بلکہ اس کے عملی نفاذ کے احکام بھی صادر کر رہی ہیں۔ فرقہ پرست عناصر نے وندے ماترم کا سہارا لے کر مسلم دشمنی کا ایک نیا محاذ کھولا ہے۔ اب تک عبادت گاہ کو نشانہ بنایا گیا تھا اور اب عبادت ہی پر حملے کا آغاز کر دیا گیا۔

عقیدۂ توحید کو مجروح کرنے کے لئے شرک کی ایک نئی سرنگ کا استعمال شروع کیا جا رہا ہے۔ ہندوستانی مسلمان اپنے عقیدہ و مذہب کے معاملہ میں کسی بھی زور زبردستی کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی طاقت و قوت سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پوری قوت و طاقت کے ساتھ اس جبری حکم کے خلاف آواز بلند کریں اور فرقہ پرستوں پر یہ واضح کر دیں کہ وندے ماترم و سرسوتی وندنا مسلم عقیدہ کے خلاف ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اسلام کے قانون کی پیروی کے لئے پیدا کیا ہے۔ صرف اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے دوسرے کام کے لئے پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ ☆☆☆﴾

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحْبہٖ اَجْمَعِیْن